

زری پالیسی کے عبوری اقدامات

مئی 2008ء



بینک دولت پاکستان

ترتیب

1	خلاصہ
5	الف: مالی سال 2008ء کے آغاز میں اقتصادی صورتحال اور اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات
6	ب: موجودہ صورتحال اور آئندہ کے امکانات
12	ج: خطرات اور دشواریاں

خلاصہ

گذشتہ زری پالیسی بیان (جو 31 جنوری 2008ء کو جاری کیا گیا) میں مالی سال 2008ء کی پہلی دوسہ ماہیوں کے رجحانات اور واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کو سخت کیا گیا تھا۔ اسٹیٹ بینک نے اپنے بیان میں 2007ء میں معاشی اور سیاسی صورتحال کو دیکھتے ہوئے پاکستان کی معیشت کو درپیش خطرات اور اس کی کمزوریوں کو بھی واضح کر دیا تھا۔ اب ملکی اور بین الاقوامی اقتصادی ماحول میں بہت تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں، ملک کے معاشی حالات پھر دباؤ کا شکار ہیں اور صورتحال میں بہت تغیر آچکا ہے۔ مختلف عالمی واقعات بشمول سیالیت کا فقدان اور اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور اس کے ساتھ روز افزوں ملکی خسارے مجموعی طلب کی عکاسی کر رہے ہیں۔ ان واقعات کا نتیجہ گرانے کے دباؤ کی شکل میں سامنے آ رہا ہے جسے روکا نہ گیا تو گرانے میں مزید اضافہ ہوگا۔

عالمی اور ملکی معاشی صورتحال کے پوری دنیا بشمول پاکستان میں معاشی دباؤ کو بڑھا دیا ہے۔ زیادہ تر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں میں معاشی نمو میں سست رفتاری کا امکان ہے اور گرانے کی صورتحال بھی پوری عالمی معیشت کے لیے ایک چیلنج کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ موجودہ عالمی منظر نامے میں مرکزی بینکوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ نمو اور قیمتوں کے استحکام کے درمیان توازن قائم رکھیں۔ بحیثیت مجموعی تمام معیشتوں میں یہ بات تسلیم کی جا رہی ہے کہ گرانے کو مزید بڑھنے سے روکنے کے لیے ملکی طلب کے دباؤ کو قابو میں رکھنا ضروری ہے۔ گرانے کی موجودہ شرح پہلے ہی معاشی نمو پر اثر انداز ہونے لگی ہے اور اس نے معاشی استحکام کے لیے نئے خدشات پیدا کر دیے ہیں۔

مالی سال 2008ء کے لیے پاکستان کی ملکی معاشی کیفیت اصل اندازوں سے بہت انحراف کر چکی ہے جس کی بنا پر زری پالیسی کے فریم ورک کا دوبارہ جائزہ لینا ضروری ہو گیا ہے جو مالیاتی اور بیرونی جاری حسابات کے خسارے اور پیداواری نمو اور گرانے سے متعلق مختلف مفروضوں پر مبنی تھا۔ خساروں کی دونوں قسموں اور اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض میں ہر مہینے مسلسل اضافہ ہوا ہے۔ غذائی گرانے کے رجحانات بھی تشویشناک ہیں، جو مسلسل بڑھ رہی ہے۔ یہ رجحانات اب اس نچ پر پہنچ گئے ہیں کہ صورتحال پائیدار نہیں رہ سکتی اور اگر اصلاحی اقدامات نہ کیے گئے تو مزید معاشی پیچیدگیاں جنم لے سکتی ہیں۔

کچھ کیفیات بہت نمایاں ہیں اور پوری معیشت میں ایسے دباؤ کو ظاہر کرتی ہیں جس کی مثال نہیں ملتی جس سے فوری زری پالیسی کو سخت کرنے کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے۔

اول، بیرونی جاری حسابات کا خسارہ اس رفتار سے بڑھا ہے کہ بیرونی وصولیوں میں سست رفتاری کو دیکھتے ہوئے یہ ناپائیداری کا باعث بن سکتا ہے۔ تجارتی خسارے میں اضافے کی وجہ سے بیرونی جاری حسابات کا بڑھتا ہوا خسارہ واضح طور پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ برآمدی کارکردگی اچھی ہونے کے باوجود معیشت میں درآمدات کی طلب کا دباؤ زیادہ ہے۔ اس خطرناک رجحان کے پس پشت سب سے زیادہ پریشان کن بات 2008ء کے پہلے چار ماہ میں درآمدات کی طلب میں تیزی ہے جو پورے مالی سال میں بے ٹکان بڑھتی رہی ہے۔ اس عرصے کے دوران درآمدی بل 13.4 ارب ڈالر بڑھ گیا جبکہ برآمدی محاصل صرف 6.9 ارب ڈالر بڑھے جس کے نتیجے میں تجارتی خسارے میں 6.5 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔ سب سے نمایاں بات تیل اور غذائی ایشیا کو چھوڑ کر دیگر ایشیا کی درآمد میں غیر معمولی اضافہ ہے جو اسی عرصے میں 42 فیصد رہا۔ نتیجتاً جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر بیرونی جاری حسابات کا خسارہ 7.3 سے 7.8 فیصد کے درمیان رہنے کا امکان ہے، جو مالی سال 08ء کے لیے ابتدائی اندازے 5 فیصد سے بہت زیادہ ہے۔ یہ کیفیت پائیداری کی ضامن نہیں اور ہنگامی اصلاحی اقدامات کا تقاضا کرتی ہے۔

دوم، ادائیگیوں کے توازن کے ابتدائی اندازے مالی سال 07ء کے نتائج کے مطابق زرمبادلہ کی آمد کی نمو کو فرض کرتے ہوئے لگائے گئے تھے۔ تاہم عالمی مالی منڈیوں میں سیالیت کے مسائل اور ملک میں غیر یقینی صورتحال نے غیر ملکی رقوم کی آمد کو متاثر کیا ہے۔ بڑھتے ہوئے بیرونی جاری حسابات کے خسارے اور اس کے ساتھ غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری میں کمی اور بیرونی جزدانی سرمایے کے اخراج کی وجہ سے زرمبادلہ کے ذخائر میں یکم جولائی سے 16 مئی 08ء کے دوران 13.7 ارب ڈالر اور آخر اکتوبر 2007ء کی نسبت 4.6 ارب ڈالر کمی کی ہوئی ہے۔

سوم، بیرونی جاری حسابات کے خسارے کی مالکاری میں درپیش پیچیدگیوں اور اس کے ہمراہ ملکی زرمبادلہ منڈی میں سٹے بازی نے شرح مبادلہ پر بہت دباؤ ڈالا ہے۔ آخر جون 2007ء سے 21 مئی 2008ء تک پاکستانی روپے کی قدر 13.4 فیصد کم ہو گئی اور یہ کی زیادہ تر آخری چھ ہفتوں کے دوران ہوئی۔ آخر مارچ 2008ء تک

روپے کی قدر صرف 3.7 فیصد کم ہوئی تھی لیکن اس کے بعد سے اس میں 8.7 فیصد کمی ہوئی۔ ملکی گرانٹی پر روپے کی قدر میں کمی کے اثرات آنے والے مہینوں میں ظاہر ہوں گے۔ زرمبادلہ پر موجودہ دباؤ کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کل معاشی استحکام برقرار رکھنے کے لیے پر عزم ہے جس سے مبادلہ منڈیوں کو مزید مستحکم کرنے میں مدد ملے گی۔ زری تختی اور اس کے ہمراہ بجٹ کے لیے مرکزی بینک سے قرض گیری کو محدود کرنے کے لیے ڈھانچے جاتی تبدیلیوں سے زرمبادلہ میں استحکام لایا جاسکے گا۔ ساتھ ہی ساتھ اسٹیٹ بینک نے مبادلہ کمپنیوں کی ڈھانچے جاتی اصلاحات بھی شروع کی ہیں جن کا مقصد کڑے نظم و ضبط اور حقیقت کشائی (disclosure) کو قائم رکھنے ہوئے انہیں بیرون ملک سے رقوم لانے کی ترغیب دینا ہے۔

چھام، بجٹ خسارے میں اضافے کے پیش نظر اندازہ ہے کہ یہ خسارہ جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر مالی سال 08ء کے لیے لگائے گئے ابتدائی تخمینوں سے بہت زیادہ ہوگا۔ دسمبر 2007ء تک (جو تاہم ترین دستیاب اعداد و شمار ہیں)، یہ خسارہ 356 ارب روپے تک پہنچ چکا تھا جبکہ پورے سال کا تخمینہ 399 ارب روپے لگایا گیا تھا۔ مالیاتی شعبے سے آنے والے طلبی دباؤ نے اس میں مزید خرابی پیدا کی کیونکہ حکومت نے مرکزی بینک سے قرض لینے پر بہت زیادہ انحصار کیا، جو گرانٹی پیدا کرنے کا باعث ہوا کرتا ہے اور اس نے گرانٹی کے دباؤ کو جنم دیا۔ مالی سال 2008ء کے آغاز میں اس بات پر اتفاق ہوا تھا حکومت مرکزی بینک کو اپنے قرضے واپس کرے گی، لیکن عملاً اس کے برعکس ہوا اور حکومتی قرض یکم جولائی سے 19 مئی 2008ء کے دوران 554.1 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ مارکٹ ریلے ٹریڈری بلز، جن کے ذریعے حکومت اسٹیٹ بینک سے قرض لیتی ہے، کا واجب الادا اسٹاک 945.9 ارب روپے (جی ڈی پی کا تقریباً 9.4 فیصد) تک پہنچ چکا ہے جو پاکستان کی تاریخ کی بلند ترین سطح ہے اور پچھلے سال کی سطح 452.1 ارب روپے سے دوگنی سے بھی زیادہ ہے۔ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری، زربنیاد اور زر کی مجموعی رسد میں بہت زیادہ توسیع کا سبب بن رہی ہے اور اس کے ساتھ زری پالیسی کے انتظام میں پیچیدگیاں پیدا کر رہی ہے۔ اس رجحان نے تیزی گرانٹی کے رجحان کو معکوس کر دیا ہے جو مئی 2007ء تک کم ہو کر 5.2 فیصد ہو گئی تھی اور یہ کامیابی پچھلے 18 ماہ کے دوران زری تختی کے پے در پے اقدامات کا نتیجہ تھی۔

پہلے، جنوری میں زری تختی کے باوجود نجی شعبے کا قرضہ مسلسل بڑھتا رہا ہے اور پچھلے سال کی نمونے سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔ ایشیا سازی کے شعبے خصوصاً ٹیکسٹائل کا قرضہ جسے اضافی ترغیبات دی گئیں مستحکم رہا ہے۔ نجی شعبے کے قرضوں کی تیز رفتار نمو کی ایک ممکنہ توجیہ کہ حقیقی شرح سود ہے۔ ملکی گرانٹی میں مسلسل اضافے کے نتیجے میں حقیقی شرح سود دسمبر میں 3.4 فیصد سے کم ہو کر مارچ 2008ء میں محض 1.9 فیصد رہ گئی۔ پاکستان میں خاصے عرصے سے حقیقی شرح سود کم رہی ہے۔ مجموعی طلب کے دباؤ اور بڑھتے ہوئے گرانٹی کے رجحانات کو قابو میں کرنے کے لیے حقیقی شرح سود کو بڑھانا ضروری ہے۔

آخر اربعہ معیشت میں رونما ہونے والی ان تبدیلیوں کا مجموعی اثر یہ ہوا کہ عمومی گرانٹی خطرناک حد تک بڑھ گئی۔ سال بسال بنیاد پر یہ محض چار ماہ میں تقریباً دوگنی ہو گئی ہے: دسمبر 2007ء میں عمومی گرانٹی 8.8 فیصد تھی جو اپریل 2008ء میں 17.2 فیصد ہو گئی۔ زیادہ پریشان کن غذائی گرانٹی ہے جو مذکورہ عرصے کے دوران 12.2 فیصد سے بڑھ کر 25.5 فیصد تک جا پہنچی ہے۔ غذائی گرانٹی کو قابو میں رکھنے کے لیے اگرچہ رسد کے انتظامی اقدامات کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، تاہم عمومی گرانٹی پر دورانی کے اثرات کی روک تھام کے لیے مزید سختی لانے کی فوری ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تیزی گرانٹی کے پیمانے بھی، جو طلب کے مسلسل اور بڑھتے ہوئے دباؤ کو واضح کرتے ہیں، پریشان کن صورتحال کے عکاس ہیں۔ تیزی گرانٹی کا غیر غذائی غیر توانائی بیانہ دسمبر میں 7.2 فیصد تھا جو اپریل میں 10.8 فیصد تک جا پہنچا۔ اسی طرح تیزی گرانٹی کا بیانہ تراشیدہ اوسط 14.1 فیصد کی بلند سطح تک چلا گیا ہے۔ ان رجحانات نے گذشتہ چند برسوں کے دوران کی جانے والی زری تختی کو بے اثر کر دیا ہے جس نے 2007ء کے وسط تک گرانٹی کے دباؤ کو بہت کم کر دیا تھا۔ اب جبکہ تیل کی قیمتیں لگ بھگ 130 ڈالر فی بیرل ہو چکی ہیں، معیشت میں مزید عدم توازن اور گرانٹی کا خدشہ ہے۔

مالی سال 2008ء کے اندرونی اور بیرونی خساروں میں بے تحاشا اضافے اور ان کی مالکاری کی پیچیدگیوں، خصوصاً اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کی وجہ سے معیشت کو مشکل صورتحال کا سامنا ہے۔ معیشت کے موجودہ رجحانات کی بنیاد پر پورے مالی سال 2008ء کی اوسط عمومی گرانٹی کا اندازہ 11 فیصد سے زائد لگایا گیا ہے، جو کہ 6.5 فیصد کے ہدف سے تقریباً دوگنا ہے۔ گرانٹی کی توقعات سے نمٹنے اور انہیں ختم کرنے کے لیے اور بنیادی تحریکات کو قابو میں کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے درج ذیل پالیسی اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے:

i- اسٹیٹ بینک کے پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ میں 23 مئی 2008ء سے 150 بی پی ایس اضافہ کر کے اسے 12 فیصد کر دیا گیا ہے۔ یہ اضافہ حکومت کی جانب سے بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے مسلسل اور حد سے زیادہ قرض گیری کی وجہ سے ضروری ہو گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری پچھلے سال کی سطح کے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ اس بھاری قرضے کا بوجھ جدولی بینکوں کو منتقل کرنے کے لیے یہ اضافہ جدولی بینکوں کو ٹی بلز کی نیلامیوں میں، جو گذشتہ کچھ

عرصے کے دوران حکومت کے لیے وصولیاں اکٹھا کرنے میں زیادہ تر ناکام رہی ہیں، فعال شرکت پر آمادہ کرنے میں مدد دے گا۔ اس سے گرتی ہوئی حقیقی شرح سود کو سنبھلنے میں مدد ملے گی جو کہ طلب کے دباؤ کو کم کرنے اور گرانی میں حالیہ تیز رفتار اضافے کی روک تھام کے لیے ضروری ہے۔ معیشت میں بچت کو فروغ دینے کے لیے شرح سود میں اضافہ ضروری ہے، مالیاتی اور بیرونی حسابات کے خسارے کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر بچت کی اہمیت سب پر واضح ہے۔ پالیسی ریٹ میں اضافے سے ملک کی زرمبادلہ کی منڈیوں میں پائے جانے والے رجحانات کو بھی کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی اور مزید بیرونی سرمائے کو آنے کی ترغیب ملے گی۔ اس سے آگے چل کر عمومی گرانی پر غذائی گرانی اور تیل کی قیمت میں اضافے کے دورانی کے اثرات کی روک تھام میں بھی مدد ملے گی۔

ii۔ ایک سالہ عرصیت تک کی تمام امانتوں پر مطلوبہ نقد محفوظ کی شرح 100 بی پی ایس کے اضافے سے 9.0 فیصد کر دی گئی ہے جبکہ ایک سال سے زائد عرصیت کی امانتوں پر مطلوبہ نقد محفوظ بدستور صفر فیصد رہنے دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ لازمی شرح سیالیت میں 100 بی پی ایس اضافہ کر کے مجموعی میعاد اور طلبی واجبات کا 19 فیصد کر دیا گیا ہے۔ مطلوبہ نقد محفوظ بڑھنے سے اضافی سیالیت دور ہوگی اور بین الہینک شرح سود پر فوری اثر پڑے گا، اس وقت اسے صرف لازمی شرح سیالیت میں ساتھ ساتھ اضافے سے یقینی بنایا جاسکتا ہے کیونکہ بینک کے پاس سرکاری وثیقہ جات پہلے ہی 18 فیصد کی مطلوبہ شرح سے زیادہ ہیں۔ اگر صرف مطلوبہ نقد محفوظ بڑھائی جاتی تو امکان تھا کہ بینک اس کے بڑھنے کی وجہ سے سیالیت میں آنے والی کمی کو پورا کرنے کے لیے اپنے سرکاری وثیقہ جات کو سیال بنا لیتے، چنانچہ پالیسی اقدامات کا اثر زائل ہو جاتا۔ مطلوبہ نقد محفوظ اور لازمی شرح سیالیت دونوں میں اضافے کا حتمی اثر مارکیٹ میں شرح سود بڑھنے کی صورت میں نکلے گا۔ اس اقدام کا ایک اور مثبت اثر امانتیں جمع کرنے کے عمل پر بھی پڑنے کا امکان ہے، کیونکہ بینک اپنی سرگرمیوں کے لیے سیالیت کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے زیادہ امانتیں جمع کرنے پر مائل ہوں گے۔

iii۔ یکم جون 2008ء سے تمام بینک بچت/نفع نقصان کی بنیاد پر بچت پروڈکٹس پر کم از کم 5 فیصد شرح منافع ادا کریں گے۔ بینکوں کی تمام امانتوں میں بچت امانتوں کا حصہ 43 فیصد سے زائد ہے۔ کھاتوں کی تعداد کے لحاظ سے بچت کھاتے ملک بھر کے مجموعی کھاتوں کا 63 فیصد ہیں۔ تمام بچت کھاتوں پر اوسط منافع 2.1 فیصد ہے۔ اسٹیٹ بینک کے زری پالیسی سیکٹل کے جواب میں امانتوں کی شرح منافع کی یہ غیر چلک دار صورتحال زری موقف کی ترسیل کو غیر مؤثر بنا دیتی ہے۔ اسٹیٹ بینک کی طرف سے ڈسکانٹ ریٹ میں ہونے والا کوئی بھی اضافہ قرضوں پر شرح سود پر فوراً منتقل ہو جاتا ہے، تاہم امانتوں کی شرح منافع پر اس کا معمولی سا اثر ہوتا ہے چنانچہ زیر گردش کرنسی کے لیے بینک امانتوں کا رخ کرنے میں کوئی ترغیب نہیں پائی جاتی۔ اب تک اسٹیٹ بینک امانتوں کی شرح منافع میں اضافہ کے لیے محض اخلاقی ترغیبات اور مارکیٹ کی مسابقتی قوتوں پر ہی بھروسہ کرتا رہا ہے۔ اگرچہ اس سے بینکوں میں آگاہی بڑھی ہے اور چھوٹے بینکوں کی شرح منافع میں اضافہ ہوا ہے تاہم اس سے زیادہ بڑے ڈپازٹرز کو یہی فائدہ ہوا ہے۔ 2008ء میں کم شرح منافع کی وجہ سے امانتوں کی نمو متاثر ہوئی جس سے پوری معیشت کی ضروریات پر اثر پڑا۔ یہ اقدام مجموعی امانتوں کی سمت نمو کی وجہ سے بھی ضروری ہے۔ امانتوں کی شرح میں اضافے سے زیر گردش کرنسی مالی وساطت کے عمل میں آئے گی اور بینکوں کو معیشت کی قرضہ جاتی ضروریات پوری کرنے کے لیے زیادہ وسائل بھی مہیا ہوں گے۔

iv۔ 23 جون سے تیل اور منتخب غذائی درآمدات کے سوا تمام درآمدات پر اپریل سے مارچن بڑھا کر 35 فیصد کیا جا رہا ہے۔

v۔ حکومت کے لیے یہ مناسب ہوگا کہ وہ اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضے چکانے کے لیے بیرونی وسائل کو استعمال کرتے ہوئے آنے والی متوقع بیرونی رقوم کی تعدیل (sterilize) کرے اور بجائے اس کے کہ ان رقوم کو نئے اخراجات میں استعمال کر لیا جائے، زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ ان کے ذریعے زرمبادلہ کے دباؤ کو کم کرنے کی غرض سے مرکزی بینک کا قرض واپس کیا جائے۔

vi۔ حکومت کو مزید یہ مشورہ دیا جا رہا ہے کہ وہ مالیاتی ذمہ داری اور تجدید قرضہ ایکٹ، 2005ء میں ترمیم کرے اور اس میں قرضے کی تسلیک کو محدود کرنے کے حوالے سے شقیں شامل کرے۔ بیشتر ممالک نے مرکزی بینک سے قرض لینے کے حکومتی اختیارات ختم کر دیے ہیں تاکہ زری ترسیل موزوں طریقے سے ہو سکے اور قرضے کی تسلیک سے پیدا ہونے والی گرانی سے بچا جاسکے۔ فی الوقت حکومت نے اس قانون سے بٹ کر مرکزی بینک سے قرض لے رکھے ہیں جس سے مالیاتی نظم و ضبط کو نقصان پہنچا ہے اور مالیاتی ذمہ داری کا عمل مجروح ہوا ہے۔ یہ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ مالی سال 2008ء میں حکومت اپنا 80 فیصد مالیاتی خسارہ اسٹیٹ بینک کے قرضوں سے پورا کر چکی ہوگی۔ مرکزی بینک سے حد سے زیادہ قرض گیری کی وجہ سے رواں قرضہ (جو ٹی بلز جیسے قلیل مدتی وثیقہ جات پر مشتمل ہے) بڑھ گیا ہے اور جی ڈی پی میں اس کا حصہ جو آخر جون 2007ء میں 11.1 فیصد تھا آخر اپریل 2008ء میں بڑھ کر 14.7 فیصد ہو گیا ہے۔ قرضہ جات کی تسلیک پر اتنا زیادہ انحصار کرنے سے

حکومت کو مالیاتی لاگت کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ تاہم مرکزی بینک سے قرض گیری کے حقیقی معاشی نقصانات یہ ہوتے ہیں کہ ان سے گرانہی کا سخت دباؤ پیدا ہوتا ہے جس کا بوجھ تجارت، صنعت اور عام لوگوں پر پڑتا ہے۔ اس لیے حکومت کے لیے بہترین راہ یہ ہوگی کہ وہ اگلے چند برسوں کے اندر مرکزی بینک سے اپنے قرضہ جات کا اسٹاک کم کرنے کا پروگرام وضع کرے اور آئندہ مرکزی بینک سے لیے جانے والے قرض پر انحصار نہ کرے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ جب بجٹ کے حوالے سے صحیح معنوں میں مشکل فیصلے کرنے ہوں گے تو مالیاتی انضباط بہتر ہوگا۔

تختی کے ان اقدامات کے ساتھ وسط مدت کے لیے حکومت کے مربوط مالیاتی پروگرام سے مطلوبہ کئی معاشی استحکام آئے گا جس سے نہ صرف معاشی ڈھانچے میں ہونے والی خرابیوں سے بچا جاسکے گا بلکہ طویل مدتی نمو کے امکانات بھی بہتر ہوں گے۔ مزید برآں اس سے شرح مبادلہ کا استحکام بڑھانے میں مدد ملے گی جس کے لیے اسٹیٹ بینک نے گذشتہ تین ہفتوں کے دوران کئی اقدامات کیے ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل اقدامات شامل ہیں:

☆ مبادلہ کمپنیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ غیر ملکی کرنسی کو بیرون ممالک رکھے جانے والے نوستر دکھاتوں کے ذریعے پاکستان کی کمرشل بینکوں میں منتقل کریں۔ اس کے لیے مبادلہ کمپنیوں کو بیرون ممالک میں اپنے تمام نوستر دکھاتوں کو بند کرنا ہوگا۔

☆ مبادلہ کمپنیوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ ترسیلات زر پر توجہ مرکوز رکھیں۔ جبکہ ایسی کمپنیاں ملکی ترسیلات زر میں سے 75 فیصد بیرونی ترسیلات زر کو متاثر کر سکتی ہیں۔

☆ پاکستان میں غیر ملکی کرنسیوں کی طلب کو پورا کرنے کے لیے آپریشن کمپنیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ فاضل غیر ملکی کرنسی اسٹیٹ بینک کے حوالے کر دیں۔ قبل ازیں مبادلہ کمپنیاں ڈالر کے سوا زیادہ تر دیگر غیر ملکی کرنسی کو برآمد کر رہی تھیں۔ اب مبادلہ کمپنیوں کو ڈالر کے علاوہ پاؤنڈ، یورو اور متحدہ عرب امارات کے درہم کو بھی برآمد کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ مبادلہ کمپنیوں کے لیے اب ضروری ہے کہ وہ ملکی ترسیلات زر میں سے 15 فیصد غیر ملکی کرنسی کو حوالے کر دیں جبکہ اس سے قبل اس کی شرح 10 فیصد مقرر تھی۔

☆ پیشگی ادائیگیوں کی حدود جن میں گذشتہ برس نرمی کی گئی تھی اب انہیں دوبارہ سخت کر دیا گیا ہے۔ اب پیشگی درآمدی ادائیگیاں صرف مراسلہ اعتبار (Letter of Credit) پر دی جائیں گی اور اس کی حد 50 فیصد مقرر کی گئی ہے۔ معاہدوں پر پیشگی ادائیگیاں بھی ختم کر دی گئی ہیں۔ گذشتہ سال مراسلہ اعتبار اور فرم رجسٹرڈ معاہدوں پر درآمد کنندگان کو بینکوں کے ذریعے 100 فیصد تک ادائیگی بھی کی گئی۔

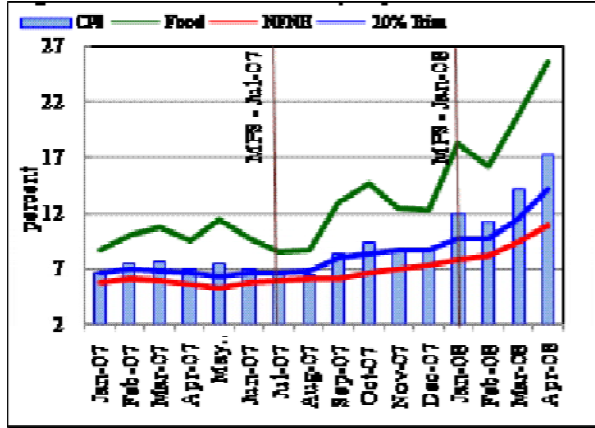
☆ درآمد و برآمد کنندگان کے لیے پیش بندی طریقہ کار میں کچھ اصلاحات متعارف کرائی گئی ہیں، جن کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ حقیقی پیش بندی کے سوا کوئی بھی اس سہولت سے غلط فائدہ نہ اٹھاسکے۔

☆ اسٹیٹ بینک نے بینکوں اور مبادلہ کمپنیوں کے اچانک معائنوں میں اضافہ کر دیا ہے تاکہ غیر ملکی زرمبادلہ سے متعلق تمام قوانین پر موثر عملدرآمد کرایا جاسکے۔

الف۔ مالی سال 2008ء کی دوسری ششماہی کے آغاز میں اقتصادی صورتحال اور اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات

گرانی کے دباؤ میں تسلسل کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کو جنوری 2008ء میں سخت اقدامات کرنے پڑے ...

شکل 1: صارف اشاریہ قیمت گرانی (سال بسال)



1- اسٹیٹ بینک نے جنوری 2008ء میں زری سختی کا جو فیصلہ کیا تھا اس کی وجوہات میں گرانی میں واضح اضافہ (دیکھئے شکل 1) اور مستقبل میں اس کے دباؤ کی مزید توسیع کا خطرہ شامل تھا۔ اس وقت جاری کیے جانے والے ”زری پالیسی بیان“ میں یہ نکتہ خاص طور پر بیان کیا گیا تھا کہ طلب (بڑھتا ہوا مالیاتی اور بیرونی جاری حسابات کا خسارہ اور زرکار زیادہ پھیلاؤ) اور لاگت (تیل اور غذائی اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں) جیسے عوامل کے بیک وقت واقع ہونے سے ملکی گرانی میں مزید اضافے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔

2- تیزی گرانی بڑھنے سے دسمبر 2007ء تک یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ گرانی کے خدشات میں اضافہ ہونے والا ہے۔ زری پالیسی کو مزید سخت نہ کیا جاتا تو گرانی کی توقعات سے نمٹنا جو گرانی کے دباؤ پر قابو پانے کے لیے پہلا اقدام قدم ہوتا ہے، بے حد دشوار ہو جاتا۔

چنانچہ گرانی کے خطرات کو دیکھتے ہوئے اور زری پالیسی کی ترسیل کے طریقہ کار کو مستحکم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک نے پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ اور مطلوبہ نقد محفوظ میں اضافہ کر دیا ...

3- یکم فروری 2008ء سے نافذ العمل 50 بی پی ایس اضافے سے پالیسی ریٹ 10.5 فیصد ہو گیا جو کہ اپریل 2005ء سے چوتھا لگا تار اضافہ تھا۔ یہ اقدام مجموعی طلب میں کمی آنے کی امید کے ساتھ کیا گیا تھا تاکہ گرانی کے دباؤ کو روکا جائے، اور بڑھتی ہوئی غذائی قیمتوں اور تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے بوجھ کی ممکنہ طور پر عوام کو منتقلی کی کسی حد تک تلافی کی جائے۔ پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ میں اضافے کے جزو کے طور پر اور منڈی میں سیالیت کی صورتحال سخت رکھنے کے لیے ایک سال تک عرصیت والی تمام امانتوں پر مطلوبہ نقد محفوظ 100 بی پی ایس بڑھا کر 8 فیصد کر دیا گیا۔ اسٹیٹ بینک نے حکومت سے ایک بار پھر سفارش کی کہ وہ اسٹیٹ بینک سے قرض گیری پر انحصار کم کرے، اپنے اخراجات گھٹائے، اور مالکاری کے متبادل ذرائع تلاش کرے۔

4- اسٹیٹ بینک سے حکومت نے بھاری قرضے لے رکھے تھے جس کے سبب بازار زر کے سودوں کے ذریعے سخت زری پالیسی کا نفاذ دشوار تھا۔ اسٹیٹ بینک شہینہ شرح سود کو معقول سطح پر رکھنے میں کامیاب رہا، تاہم اس کی تغیر پذیری میں خاصی حد تک اضافہ ہو گیا۔ بالخصوص یکم فروری تا 20 مارچ 2008ء اوسط شہینہ شرح سود (مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کی طرح) 9.1 فیصد پر برقرار رہی جبکہ اس کا تغیر کا عددی سر بڑھ کر 16.4 فیصد ہو گیا جو کہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے 9.3 فیصد سے خاصا بلند ہے۔ زیادہ مدت کے رپورٹس اور کابو کا بوجھ جو کہ بینکوں کی شرح سود کے لیے حوالے کا کام کرتا ہے، میں بھی پالیسی ریٹ کے بعد اضافہ ہوا تاہم بڑھتی ہوئی اضافی سیالیت کے ساتھ اس کا اثر کسی حد تک زائل ہو گیا۔ حکومت اور نجی شعبے دونوں کی طرف سے قرض گیری کے دباؤ کی وجہ سے 21 مئی 2008ء تک ششماہی کا بوجھ 130 بی پی ایس اضافے کے ساتھ 11.36 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔

5- تاہم پچھلے زری پالیسی بیان کے بعد سے ملک میں طلب کا بڑھتا ہوا مجموعی دباؤ، اور بدلتی ہوئی بین الاقوامی اقتصادی صورتحال اہم معاشی اظہار یوں خصوصاً گرانی پر، ان سخت اقدامات کے مطلوبہ اثرات ڈالنے میں خاصی دشواریوں کا سبب بن رہی ہے۔ بدلتی ہوئی صورتحال، جس کی وضاحت ذیل میں کی جائے گی، واضح نشان دہی کر رہی ہے کہ پاکستان کا اقتصادی استحکام خرابی سے دوچار ہے اور اسے مزید بگڑنے سے روکنے کے لیے فوری پالیسی اقدامات کی ضرورت ہے۔

ب۔ موجودہ صورتحال اور آئندہ کے امکانات

بعض غیر معمولی منفی عوامل کی بنا پر گرانی کے خدشات جنوری 2008ء کے بعد سے ڈرامائی طور پر بڑھے ہیں ...

6۔ صورتحال کی ہنگامی نوعیت اور زری پالیسی اقدامات کے اعلان کی ضرورت کو سمجھنے کے لیے بہتر ہوگا کہ اہم تہذیبوں کا ذکر کر دیا جائے (دیکھئے جدول 1)، ان کا تفصیلی تجزیہ بعد میں کیا جائے گا۔

جدول 1: گرانی کا دباؤ بڑھتا رہا ہے		
فیصد موسمیال بسال	29 دسمبر 07ء	10 مئی 08ء
اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض	13.6	104.4
جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر	جولائی تا دسمبر	جولائی تا اپریل
تجارتی خسارہ	3.7	7.6
جاری حسابات کا خسارہ	3.6	7.3
مالیاتی خسارہ	3.6	دستیاب نہیں
روپیہ بمقابلہ امریکی ڈالر (فیصد)	جولائی تا دسمبر	جنوری تا 21 مئی
شرح مبادلہ میں کمی	2.7	10.8
فیصد نمو	جولائی تا دسمبر	جنوری تا اپریل
درآمدی نمو	12.9	55.5
عالمی اجناس کے نرخوں میں تبدیلی		
غذائی اشاریہ *	16.5	18.7
دھاتی اشاریہ **	-17.6	22.4
توانائی کا اشاریہ ***	29.6	23

*غذائی اجناس اشاریہ قیمت، 2005 = 100، اس میں اناج، دہاتی تیل، گوشت، بحری غذائیں، پھل، کیلے اور ناگیوں کی قیمتوں کے اشاریے شامل ہیں۔

**دھاتی اجناس اشاریہ قیمت، 2005 = 100، اس میں تانبہ، ایلومینیم، لوہے کی کچھ حالت، ہن، نکل، جست، سیسہ اور یورینیم کی قیمتوں کے اشاریے شامل ہیں۔

***ایڈیٹس اجناس کا اشاریہ قیمت، 2005 = 100، اس میں خام تیل (پٹرولیم)، قدرتی گیس اور کولے کی قیمتوں کے اشاریے شامل ہیں۔

☆ جنوری 2008ء کے بعد بھی مالیاتی اسراف جاری رہا جس کے لیے بنیادی مالکاری مرکزی بینک سے گئی اور گرانی کا سبب بننے والی قرض گیری میں غیر معمولی اضافہ کیا گیا جس نے گرانی کے دباؤ کو محدود رکھنے کی اسٹیٹ بینک کی بار بار کی کوششوں کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔

☆ سابقہ سخت اقدامات کے باوجود 2008ء کے پہلے چار ماہ کے دوران درآمدات کی طلب میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ حسب سابق پورے مالی سال کے دوران بھی ہوتا رہا۔

☆ گذشتہ دو ماہ کے دوران شرح مبادلہ تیزی سے کم ہوئی ہے جبکہ جاری حسابات کا بیرونی خسارہ بڑھ رہا ہے، بیرونی سرمائے کی آمدست ہے، مالیاتی دباؤ بلند ہے، اور سیاسی حالات غیر یقینی کی کیفیت سے دوچار ہیں۔

☆ ملک میں عمومی گرانی پہلے ہی خاصی بڑھ چکی ہے اس پر مستزاد تیل اور خوراک کی بین الاقوامی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہے۔ مزید برآں

ملک میں غذائی گرانی کے رجحانات میں ٹھہراؤ کے کوئی آثار نہیں اور اس کے دورثانی کے اثرات مسلسل بڑھتی ہوئی تیزی گرانی میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

7۔ ملک میں مستحکم مجموعی طلب اور بلند عالمی قیمتوں (خصوصاً توانائی اور خوراک کی) کو ملکی معیشت پر منتقل کیا گیا تو گرانی کی توقعات مزید مستحکم ہو جائیں گی۔ چنانچہ نمونوں میں آنے والی منفی تبدیلیوں سے ملکی ڈھانچے کو بچانا ہے تو اصلاح کے لیے فوری پالیسی اقدامات کرنا لازمی ہے۔

سرکاری اور غیر سرکاری قرضے میں کمی، اور نتیجتاً مجموعی طلب میں کمی کی توقع پوری نہیں ہوئی ...

8۔ سخت زری اقدامات کے باوجود سرکاری اور غیر سرکاری شعبوں کا ملکی قرضہ بدستور بڑھتا رہا، اور یکم جولائی سے 10 مئی مالی سال 2008ء تک 837.4 ارب روپے ہو گیا (سال بسال نمو 24.6 فیصد)، جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں یہ قرضہ 459.8 ارب روپے (سال بسال نمو 18.4 فیصد) تھا۔ مجموعی ملکی قرضے میں اس زبردست اضافے میں سرکاری قرضہ 32.4 فیصد کی حیرت انگیز نمو کے ساتھ 423 ارب روپے ہے۔ بقیہ 414.4 ارب روپے غیر سرکاری شعبے کو ملے جس میں نجی شعبے اور سرکاری شعبے کے ادارے شامل ہیں (دیکھئے جدول 2)۔ معیشت میں مسلسل موجودہ گہرے مجموعی طلب کا سبب دراصل یہ حقیقت ہے کہ ملکی قرضے کی سال بسال موجودہ نمو گذشتہ تقریباً تین عشروں میں مستحکم ترین ہے۔

جدول 2: زری مجموعے (بھاکا ارب روپے میں)			
یکم جولائی تا 10 مئی		19 جنوری سے تبدیلی	
مئی 08ء	مئی 07ء	مئی 08ء	مئی 07ء
395.5	260.4	656.7	186.6
459.8	367.2	837.4	222.0
18.4	-	24.6	-
185.8	216.6	423.0	162.3
274.0	150.6	414.4	59.7
84.6	-127.9	-289.8	93.7
61.5	-142.4	-221.7	62.5
23.1	14.5	-68.1	31.1
480.1	132.5	366.9	280.3
16.9	-	14.0	-
پاؤداشت کے نکات			
212.4	128.1	362.1	165.7
34.8	313.9	551.0	-36.1
177.5	-185.8	-188.9	201.7
263.4	113.1	369.8	47.4
15.9	-	19.9	-
201.5	58.7	174.9	35.0
17.7	-	15.2	-

* اس میں اجناس کے حوالے سے کارروائیوں کے لیے قرضہ اور خالص اعانت میزانیہ شامل ہے۔

** اس میں نجی شعبے اور نجی شعبے کے کاروباری اداروں کا قرضہ شامل ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

9- ملکی قرضے میں یہ غیر معمولی نمو زری بنیاد اور بحیثیت مجموعی زری رسد میں عظیم پھیلاؤ کا سبب بن رہی ہے۔ اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری کا رجحان بالخصوص خطرناک ہے اور یہ زری پالیسی کے انتظام کو پیچیدہ بنا رہا ہے۔ 10 مئی 2008ء کو پورے ہونے والے سال پر زری بنیاد اور زری وسیع کی نمو بالترتیب 15.2 فیصد اور 14.0 فیصد رہی (جبکہ مالی سال 2008ء کے لیے ہدف 13.7 فیصد تھا)۔

10- تاہم ان اعداد و شمار سے صورتحال نسبتاً کم بحرانی معلوم ہوتی ہے۔ خالص غیر ملکی اثاثوں میں 289.8 ارب روپے کی نمایاں کمی (جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 84.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا) اور کمرشل بینکوں سے 189 ارب روپے کے لگ بھگ میزانی قرض گیری کی چٹائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری ہی نظام میں زری پیدائش میں 100 فیصد سے زائد (ٹھیک ٹھیک عدد 150.2 فیصد ہے) کی ذمہ دار ہے۔ یہ سمجھنا عین معقولیت پر مبنی ہے کہ خالص غیر ملکی اثاثوں میں کمی نہ آئی ہوتی تو زری کی نمواس سے بھی زیادہ طاقتور ہو سکتی تھی۔

مالیاتی پھیلاؤ کی وجہ سے مجموعی طلب غیر معمولی طور پر بڑھی ہے...

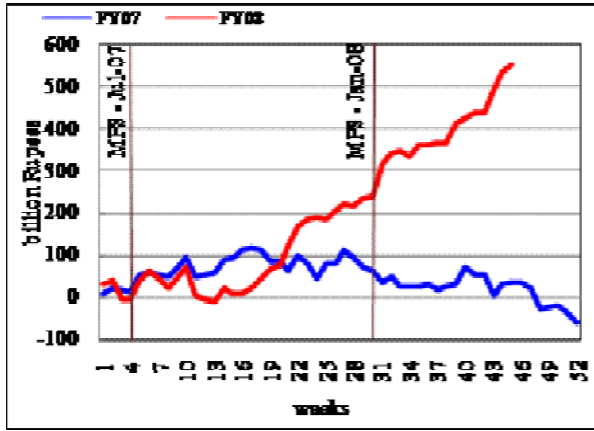
11- مالی سال 2008ء کے لیے میزانی مالیاتی خسارے کا ہدف جی ڈی پی کا 4.0 فیصد (یا 399 ارب روپے) تھا۔ تازہ ترین دستیاب مالیاتی اعداد و شمار (جولائی تا دسمبر مالی سال 2008ء) 356 ارب روپے کا خسارہ ظاہر کرتے ہیں جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ خسارہ مالیاتی خسارے کے طے شدہ ہدف سے بہت زیادہ ہو گا۔ اُس وقت مالی سال 2007ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں جاری اخراجات 33.3 فیصد کی نمایاں شرح سے بڑھے تھے جبکہ ترقیاتی اخراجات میں نمو 48.2 فیصد تھی۔ دوسری طرف ٹیکس اور غیر ٹیکس وصولی دونوں میں نمایاں کمی کے باعث محاصل میں نمو کی رفتار برقرار نہ رہ سکی۔

12- ٹیکس وصولی کے جولائی تا اپریل مالی سال 2008ء کے دستیاب اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اولین 10 ماہ میں وصولی میں نمو کمزور رہی۔ جولائی تا اپریل ٹیکس وصولیوں میں سال بسال 14.7 فیصد نمو پائی گئی، جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں سال بسال 20 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ محاصل میں توقع سے کم نمو اور حکومت کی مالکاری ضروریات میں مستقل اضافہ، ان دونوں چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالیاتی توسیع کا محرک نمایاں رہا ہے۔ دستیاب اعداد و شمار کی بنیاد پر اسٹیٹ بینک یہ پیش گوئی کرتا ہے کہ مالی سال 2008ء کا خسارہ جی ڈی پی کے 6.5 سے 7.0 فیصد تک رہے گا۔

مالیاتی خسارے سے پیدا ہونے والی گرانی کو اسٹیٹ بینک سے مالکاری کی وجہ سے مزید مہمیز ملی ...

13- مالیاتی خسارے میں ہونے والی نمایاں نمو کی بڑی حد تک مالکاری مرکزی بینک نے کی (دیکھئے شکل 2)۔ اس کی ایک وجہ تو بیرونی وصولیوں میں کمی تھی، دوسرے حکومتی مستحکمات میں جدولی بینکوں نے نسبتاً کم دلچسپی ظاہر کی تھی۔ مؤخر الذکر کا سبب بین الینک منڈی میں سیالیت کی سخت صورتحال اور نجی شعبے سے قرضے کی مستحکم طلب ہے۔ نتیجتاً حکومت ٹی بلز کی نیلامیوں میں معقول رقم جمع نہ کر سکی۔ یکم فروری تا 22 مئی 2008ء کے دوران 373 ارب روپے کے مجموعی ہدف اور (سابقہ نیلامیوں کی) 316 ارب روپے عرصیت کے مقابلے میں درحقیقت صرف 180.5 ارب روپے قبول کیے گئے۔

شکل 2: اسٹیٹ بینک سے مجموعی میزادہ قرض گیری



14- اسٹیٹ بینک سے خالص حکومتی قرض گیری 19 مئی 2008ء تک 544.1 ارب روپے تک جا پہنچی جبکہ گذشتہ سال یہ 35.9 ارب روپے تھی۔ مارکٹ ریٹیل ٹڈ ٹریڈری بلز (ایم آر ٹی بی)، جن کے ذریعے حکومت اسٹیٹ بینک سے قرض لیتی ہے، کی واجب الادا رقم 1945.9 ارب روپے تک جا پہنچی ہے، یہ ملکی تاریخ کی بلند ترین سطح ہے اور گذشتہ سال کے 452.1 ارب روپے کے مقابلے میں دگنے سے بھی زائد ہے (دیکھئے جدول 3)۔ اسٹیٹ بینک سے حکومت کی انتہائی بلند سطح کی اس قرض گیری پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ زری انتظام کو پیچیدہ کر دیتی ہے اور آگے چل کر زری دباؤ کی روک تھام میں سنگین خطرات کا باعث بنتی ہے۔

بہت کم حقیقی شرح سود کی وجہ سے نجی شعبے کا قرض بھی مستحکم رہا ...

جدول 3: اسٹیٹ بینک سے مجموعی حکومتی قرض گیری

آخر جون	ایم آر ٹی بیز کا ذخیرہ	آخر جون 07ء کی نسبت ایم آر ٹی بیز میں فرق	آخر جون 07ء کی نسبت خالص قرض گیری میں فرق
2005ء	333.0	205	155.6
2006ء	508.1	175.1	135.1
2007ء	452.1	-56.0	-58.6
2008ء (یکم جولائی تا 29 جنوری)	624.6	172.5	241.6
2008ء (یکم جولائی تا 19 مئی)	945.9	493.8	544.1
29 مئی 08ء سے فرق	321.3	-	-

15- نامیہ شرح سود میں ہونے والا اضافہ مستقل بڑھنے والی گرانی سے ہم آہنگ نہ رکھا جا سکا۔ اس کے نتیجے میں اضافی قرضوں پر بہ وزن اوسط حقیقی شرح سود مارچ 2008ء میں محض 1.96 فیصد تھی جو کہ دسمبر 2007ء میں 3.4 فیصد رہی تھی۔ مزید برآں، اضافی امانتوں پر بہ وزن اوسط حقیقی شرح امانت بھی دسمبر 2007ء کی منفی 1.8 فیصد سے مزید کم ہو کر مارچ 2008ء میں منفی 2.86 فیصد رہ گئی (دیکھئے شکل 3)۔ زری پالیسی کی اثر پذیری کے لیے اس کے سنگین نتائج نکل سکتے ہیں۔

16- زری پالیسی اقدامات کے ذریعے گرانی پر قابو پانے کے لیے مجموعی طلب میں کمی لانا ضروری ہے کیونکہ یہ حقیقی شرح سود پر منحصر ہوتی ہے۔ کسی

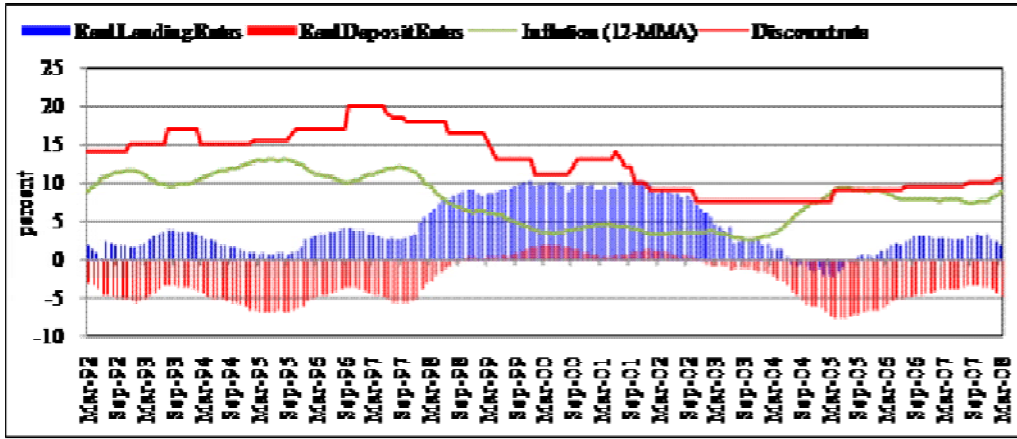
معیشت میں حقیقی شرح سود ہی وہ عامل ہے جو اخراجات کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کم اور زوال پذیر شرح سود بچت کے لیے حوصلہ شکن ہوتی ہے۔ آج جیسی دشوار صورتحال میں سرکاری اور نجی دونوں سطحوں پر بچت میں اضافے، جبکہ وہ پھیلتی ہوئی معیشت کی سرمایہ کاری کی ضروریات کو پورا کرنے والی ہو، کے فوائد سب پر ظاہر ہیں۔

17- نجی شعبے کے قرضے میں جنوری 2008ء کے بعد سے تیزی آئی، قبل ازیں اس میں اضافہ گذشتہ سال کی نسبت سست رفتاری سے ہو رہا تھا (دیکھئے شکل 4)۔ 10 مئی 2008ء تک یہ 19.9 فیصد کی شرح سے بڑھ کر 369.8 ارب روپے ہو چکا تھا جو کہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 106.4 ارب روپے زائد ہے۔ نجی شعبے کے قرضے کی نمو میں حالیہ اضافے کی اہم وجوہات مصارف کی لاگتیں بڑھنے کی وجہ سے جاری سرمائے کی ضروریات میں اضافہ اور مارچ 2008ء میں مستقل سرمایہ کاری میں اضافہ (جو کہ چند ہی شعبوں مثلاً ٹیکسٹائل، ریفاؤنڈری اور بجلی میں ہوا) تھا۔

طلب کی وجہ سے گرانی کے دباؤ میں اضافے کو اجناس کی عالمی قیمتوں میں غیر متوقع اضافے نے دوچند کر دیا ...

18- مستحکم ملکی طلب کے علاوہ عالمی منڈی میں بعض اہم اجناس (جیسے پیٹرولیم مصنوعات، چاول، گندم، پام اور سویا بین تیل وغیرہ) کی تاریخی طور پر بلند قیمتیں بحیثیت مجموعی ملکی قیمتوں میں اضافے کے لیے دباؤ ڈال رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بلند عالمی قیمتوں کی ملکی منڈی پر منتقلی حالیہ برسوں میں بڑھی ہے کیونکہ ملکی منڈی میں بہت سی اجناس کی قیمتیں عالمی منڈی میں پائے جانے والے رجحانات کی پہلے کے مقابلے میں زیادہ عکاسی کرتی ہیں (خصوصاً ایندھن کی اجناس، لوہا، منتخب غذائی

شکل 3: شرح سود اور گرائی

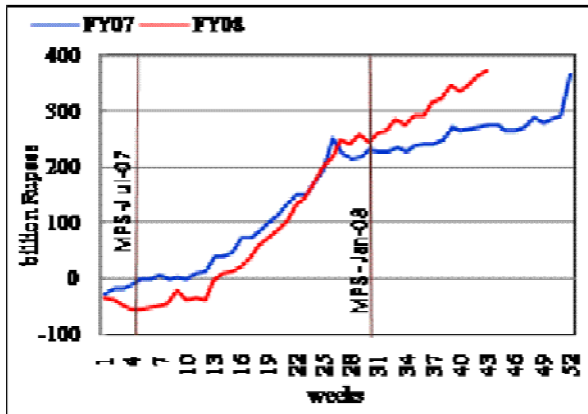


ایشیا، مصنوعی کھاد وغیرہ)۔ ملکی گرائی پر اثرات حال میں زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آئے کیونکہ حکومت نے میزانی وجوہات کی بنا پر ایندھن کی اہم ایشیا (پیٹرول اور ڈیزل) کی قیمت میں اضافے کا بوجھ بتدریج منتقل کرنا شروع کیا ہے۔ قبل ازیں عام صارفین کے لیے یہ قیمت منجمد رکھی گئی تھی۔

19۔ تیل کی ملکی قیمتوں میں مزید اضافے متوقع ہیں کیونکہ تیل کی عالمی قیمتیں پہلے ہی 130 ڈالر فی بیرل کو عبور کر چکی ہیں۔ ملک میں تیل کی قیمتوں میں ناگزیر اضافہ گرائی میں براہ راست اور بالواسطہ دونوں طرح اضافہ کرتا رہے گا۔ ایک طرف یہ اضافہ ہر چیز کی پیداواری لاگت کو بڑھائے گا اور دوسری طرف مالی سال 2009ء میں بھی گرائی میں اضافے کا سبب بننا رہے گا۔

درآمدات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے ساتھ مستحکم ملکی طلب نے جاری حسابات کے خسارے کو مزید بڑھایا ...

شکل 4: نجی شعبے کا قرضہ۔ مجموعی بہاؤ



20۔ اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے ساتھ ساتھ مالیاتی خسارے میں اضافے کے اثرات کی عکاسی توازن ادائیگی کی بحیثیت مجموعی بگڑتی ہوئی صورتحال سے ہوتی ہے۔ جاری حسابات کا بیرونی خسارہ جولائی تا اپریل مالی سال 2008ء کے دوران تیزی سے بڑھ کر 11.6 ارب ڈالر تک چلا گیا ہے، جو کہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں تقریباً 75 فیصد زائد ہے۔ یہ تیز رفتار اضافہ بنیادی طور پر 2008ء کے ابتدائی چار ماہ میں ہوا ہے جب تجارتی خسارہ خاصی حد تک بڑھ گیا۔ برآمدات کی معقول کارکردگی کے باوجود، بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ معیشت میں درآمدات کی طلب کا خاصا دباؤ ظاہر کرتا ہے۔ پورے مالی سال کے دوران بڑھتی رہنے والی درآمدی طلب میں جنوری 2008ء کے بعد زیادہ تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ جنوری تا اپریل 2008ء کے دوران درآمدی بل میں 13.4 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ برآمدی محاصل میں صرف 6.9 ارب ڈالر کا اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اس طرح تجارتی خسارہ صرف چار ماہ میں 16.5 ارب ڈالر مزید بڑھ گیا۔

21۔ بالخصوص غیر تیل اور غیر غذائی درآمدات کی نمو غیر معمولی سطح پر رہی اور جنوری تا اپریل 2008ء کے دوران اس میں 44.5 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ جولائی تا اپریل مالی سال 2008ء کے دوران مجموعی درآمدات کا بل 28.9 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جس میں غیر غذائی اور غیر تیل کا حصہ 17.9 ارب ڈالر بنتا ہے۔ اس

طرح درآمدی بل میں اضافے کا اہم سبب صرف تیل اور غذائی ایشیا کی عالمی قیمتوں میں ہونے والے اضافہ ہی نہیں ہے بلکہ مضبوط مجموعی درآمدی طلب کا بھی اس میں خاصا حصہ ہے اور سخت انتظامی اقدامات سے اس کی وجوہات معلوم کی جاسکتی ہیں۔ جولائی تا اپریل مالی سال 2008ء کے دوران تیل کا درآمدی بل بڑھ کر 17.9 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 6 ارب ڈالر تک رہا تھا۔ دوسری جانب غذائی درآمدات کا بل 13 ارب ڈالر بنتا ہے جو کہ گذشتہ سال کے مقابلے میں 44 فیصد زیادہ ہے۔

22۔ بیرونی کھاتے میں ابتری کے زری انتظام پر اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ (1) اس سے دیگر اہم کرنسیوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی شرح مبادلہ پر دباؤ میں اضافہ ہو گیا ہے جس سے ملکی معیشت پر درآمدی گرانی کے مزید اثرات مرتب ہوں گے (2) بیرونی کھاتے کی ابتری میں بیرونی مالکاری کی وصولیوں میں تاخیر کا بھی اہم حصہ ہے۔ اس کے نتیجے میں قرض گیری کے لیے حکومت کے مرکزی بینک پر انحصار میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کے باعث گرانی کا دباؤ مزید بڑھے گا اور آخری (3) بیرونی کھاتے کی خراب صورتحال اقتصادی استحکام اور نمو پر بھی منفی اثرات مرتب کر سکتی ہے۔

بیرونی کھاتے میں ابتری کے ساتھ ساتھ خالص سرمائے اور مالی کھاتے کی وصولیوں میں بھی کمی آئی ہے، جس سے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر اور شرح مبادلہ پر دباؤ پڑا ہے۔۔۔

جدول 4: ادا کی گئیوں کے توازن کے اعداد و شمار ارب امریکی ڈالر				23۔ بیرونی سرمائے کی آمد میں سست روی کو مد نظر رکھتے ہوئے جاری حسابات کے خسارے میں تیزی کے تسلسل کو برقرار رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ جولائی تا اپریل مالی سال 2008ء کے دوران 6 ارب ڈالر کا بیرونی سرمایہ ملک میں آیا ہے جو گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 16.7 فیصد کم ہے (دیکھئے جدول 4)۔ مذکورہ سرمائے میں کمی سے غیر ملکی جزدانی سرمایہ کاری سے سرمائے کے خالص اخراج کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس کی اہم وجوہات میں اسٹاک مارکیٹ سے سرمائے کی بیرون ملک منتقلی اور عالمی امانتی وصولیوں و یورو بانڈز کے اجراء میں تاخیر شامل ہیں۔ دوسری جانب سرمائے کی عالمی منڈیوں میں بحرانی کیفیت برقرار ہے۔ پاکستان عالمی مالی منڈیوں میں ہونے والی پیش رفت سے کافی حد تک محفوظ رہا ہے تاہم سرمایہ کاروں میں خطرہ مول نہ لینے کا رجحان بڑھ رہا ہے، جس کے باعث ابھرتی ہوئی معیشتوں کو سیالیت کی فراہمی میں کمی آئی ہے۔ یہ صورتحال جزواں خسارے کی مالکاری کو دشوار بنا دیتی ہے۔ اسی طرح پاکستان کی عالمی کریڈٹ ریٹنگ میں کمی سے رسک پریمیم بڑھ جائے گا اور بیرونی مالکاری مزید مہنگی ہو جائے گی۔
جولائی تا اپریل میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	
-6.6	-11.6	-2.0	-5.6	i۔ جاری حسابات
-8.3	-12.7	-3.0	-6.5	تجارتی توازن
14.0	16.2	5.6	6.9	برآمدات
22.3	28.9	8.6	13.4	درآمدات
14.2	17.9	6.0	8.6	غیر غذائی غیر تیل
-3.9	-5.6	-1.4	-2.3	خدمات خالص
-2.9	-3.1	-1.1	-1.1	آمدنی خالص
8.4	9.8	3.5	4.3	جاری منتقلیاں
0.3	0.1	0.1	0.0	ii۔ سرمایہ کھاتہ
7.2	6.0	3.3	2.1	iii۔ مالی کھاتہ
4.2	3.5	2.3	1.4	جس میں شامل ہے: براہ راست سرمایہ کاری
1.8	0.1	0.5	0.0	جزدانی سرمایہ کاری
-0.1	0.3	-0.5	-0.1	iv۔ غلطی اور بھول چوک
0.8	-5.2	0.8	-3.5	میزان ماخذ: شعبہ شماریات، بینک دولت پاکستان

24۔ مذکورہ صورتحال کے باعث 16 مئی 2008ء کے اختتام تک ملک میں مجموعی غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کم ہو کر 11.9 ارب ڈالر رہ گئے ہیں جو کہ اکتوبر 2007ء کے اختتام پر 16.5 ارب ڈالر سے خاصے کم ہیں۔ اسی طرح جولائی تا 21 مئی مالی سال 2008ء کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 14.9 فیصد کمی آئی ہے۔ روپے کی قدر میں زیادہ تر کمی گذشتہ دو مہینوں کے دوران ہوئی ہے۔ مارچ 2008ء کے اختتام تک روپے کی قدر صرف 3.9 فیصد گری تھی اور اس کے بعد سے روپیہ کی قدر میں 10.8 فیصد کمی آچکی ہے (دیکھئے جدول 5)۔

25۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 2005ء کے بعد سے جاری حسابات میں مسلسل خسارے کا رجحان رہا ہے تاہم روپے کی شرح مبادلہ پر دباؤ کے اثرات ترسیلات زر کی بلند سطح کے باعث زائل ہو گئے۔ روپے کی شرح مبادلہ پر موجودہ دباؤ کی اہم وجہ بیرونی سرمائے کی آمد میں نمایاں کمی ہے۔ تیل کی

جدول 5: شرح مبادلہ میں تبدیلیاں			
آخر ماہ شرح مبادلہ (روپے پر امریکی ڈالر)		فیصد اضافہ/زری	
آخر ماہ سے آخر ماہ	جون 07ء سے مجموعی		
جولائی 07ء	60.40	-0.04	-0.04
اگست 07ء	60.62	-0.37	-0.41
ستمبر 07ء	60.69	-0.12	-0.53
اکتوبر 07ء	61.73	-0.06	-0.59
نومبر 07ء	61.24	-0.84	-1.44
دسمبر 07ء	62.00	-1.24	-2.70
جنوری 08ء	62.64	-1.03	-3.75
فروری 08ء	62.45	0.30	-3.45
مارچ 08ء	62.73	-0.44	-3.90
اپریل 08ء	64.60	-2.99	-7.01
21 مئی 08ء	69.42	-7.45	-14.98
عرصہ دار اضافہ/زری			
30 جون 2007ء تا 31 جنوری 2008ء کے دوران		-3.75	
31 جنوری 2008ء تا 21 مئی 2008ء کے دوران		-10.82	

* بین الینک شریں

بڑھتی ہوئی قیمتوں، حکومت کی جانب سے گندم کی خریداری اور غیر ملکی زرمبادلہ کی ملکی منڈی میں سٹے بازی کی سرگرمیوں (جو کہ اوپن مارکیٹ پر پیہم میں اضافے سے عیاں ہے) کی وجہ سے تجارتی خسارے میں مزید اضافے کے امکانات نے صورتحال کو مزید مشکل بنا دیا۔ اگرچہ نئی حکومت نے اقتدار سنبھال لیا ہے تاہم موجودہ سیاسی صورتحال سے بھی کوئی مدد نہیں مل سکی ہے۔

26- پاکستان نے دیگر ترقی پذیر ممالک کی طرح معین شرح مبادلہ کے بجائے رواں شرح مبادلہ کے نظام کو اختیار کر رکھا ہے۔ اس لیے پاکستانی روپے کی قدر کا تعین غیر ملکی زرمبادلہ کی منڈی میں طلب و رسد اور اقتصادی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ دیگر مرکزی بینکوں کی طرح اسٹیٹ بینک بھی استحکام کے لیے منظم انداز میں غیر ملکی زرمبادلہ کی منڈی میں مداخلت کر سکتا ہے۔ مثلاً، تعمیر پذیری کی حالیہ بلند سطح اور منڈی میں عدم استحکام کا باعث بننے والی سٹے بازوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے اسٹیٹ بینک نے متعدد انتظامی اقدامات کیے ہیں اور غیر ملکی زرمبادلہ ملک منڈی میں ایسی سرگرمیوں کے دوبارہ ابھرنے کے متعلق بے حد محتاط رویہ اختیار کیا گیا ہے۔

روپے کی قدر میں تخفیف سے معیشت پر گرانی کے دباؤ میں مزید اضافہ ہو جائے گا، جو کہ پہلے ہی بلند سطح پر ہے۔۔۔

27- روپے کی تخفیف قدر کے ملکی گرانی پر اثرات آئندہ مہینوں میں نمایاں ہونا شروع ہوں گے۔ روپے کی قدر میں کمی کے نتیجے میں عام صارفین کے لیے درآمدی اشیا کی ملکی قیمتوں میں خاصے اضافے کا امکان ہے۔ معیشت میں پیداواری لاگت پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوں گے، جس سے گرانی کا دباؤ مزید بڑھ جائے گا۔

28- شرح مبادلہ پر دباؤ کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک ملک میں اقتصادی استحکام برقرار رکھنے کے لیے پوری طرح پرعزم ہے اور اس سے غیر ملکی زرمبادلہ کی منڈی کو مزید مستحکم کرنے میں مدد ملے گی۔ زری سخت گیری کے ساتھ ساتھ میزانیہ مالکاری کو محدود کرنے کے لیے ساختی تبدیلیوں سے بھی شرح مبادلہ میں استحکام آئے گا۔ اسٹیٹ بینک نے مبادلہ کمپنیوں کے متعلق کچھ اصلاحات متعارف کرائی ہیں جن کا مقصد سخت نظم و ضبط برقرار رکھنے اور مناسب حقیقت کشائی کے ساتھ ساتھ انہیں ملک میں بیرونی سرمایہ لانے کی ترغیب دینا ہے۔ مزید برآں، خاطر خواہ کمرشل لین دین میں اعانت سے اسٹیٹ بینک کی بھرپور وابستگی سے روزمرہ تعمیر پذیری اور سٹے بازی کی سرگرمیوں کو کم کرنے میں مدد ملے گی، جس کے نتیجے میں شرح مبادلہ مزید مستحکم ہو جائے گی۔

طلب کے مضبوط دباؤ اور رسدی جھٹکوں کے نتیجے میں گرانی ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئی ہے۔۔۔

29- جڑواں خسارے میں توسیع، ملک میں قرضوں کی مضبوط نمو، روپے کی تخفیف قدر اور تیل و خوراک کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے پیدا ہونے والے مجموعی طلب کے دباؤ کی وجہ سے عمومی گرانی خطرناک حد تک پہنچ گئی ہے۔ سال بسال بنیادوں پر صرف چار مہینوں میں عمومی گرانی میں دگنا اضافہ ہوا ہے اور یہ دسمبر 2007ء کے 8.8 فیصد سے بڑھ کر اپریل 2008ء میں 17.2 فیصد تک پہنچ چکی ہے (دیکھئے جدول 6)۔ اگرچہ گرانی کو بڑھانے میں تیل اور غذا کی قیمتوں میں اضافے کا ہم حصہ رہا ہے تاہم غیر غذائی اور قوزی گرانی کے رجحانات بھی خاصی تشویش کا باعث ہیں۔ غیر غذائی گرانی دگنے اضافے کے ساتھ بڑھ کر اپریل 2008ء میں 11.2 فیصد ہو گئی ہے جبکہ یہ گذشتہ سال صرف 5.2 فیصد تک رہی تھی۔ اس سے تیل کی قیمتوں میں اضافے، امکانات کی بڑھتی ہوئی لاگت اور غذا و توانائی کے نرخوں کی مسلسل بلند سطح کے دورانی اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔ مزید برآں، عالمی منڈی میں اجناس کے نرخوں کی بلند سطح کے مضر اثرات کی ترسیل کے ساتھ روپے کی شرح مبادلہ میں بھی کمی آئی ہے۔

30- قوزی گرانی کے پیمانوں سے بھی طلب کے دباؤ میں مسلسل اضافے کی عکاسی ہوتی ہے۔ غیر غذائی غیر توانائی قوزی گرانی دسمبر کی 7.2 فیصد سطح سے بڑھ کر اپریل میں 10.8 فیصد ہو گئی ہے جو کہ اپریل 2007ء کی 5.2 فیصد سے دگنا ہے۔ اسی طرح قوزی گرانی کا 20 فیصد تراشیدہ اوسط کا پیمانہ بھی اپریل 2008ء میں 14.1 فیصد کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا ہے اور گذشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت اس میں 6.6 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ چونکہ تیل کی قیمتیں 130 ڈالر فی بیرل تک پہنچ چکی ہیں، اس لیے اقتصادی عدم توازن اور گرانی میں مزید اضافے کا امکان ہے۔

جدول 6: گرانی کے اظہارے			
سال بسال گرانی			
دسمبر 06ء	دسمبر 07ء	اپریل 07ء	اپریل 08ء
8.9	8.8	6.9	17.2
12.7	12.2	9.4	25.5
6.2	6.3	5.2	11.2
5.7	7.2	5.6	10.8
6.3	8.7	6.6	14.1

اوسط گرانی			
جولائی تا دسمبر		جولائی تا اپریل	
مئی 07ء	مئی 08ء	مئی 07ء	مئی 08ء
8.4	8.0	8.0	10.3
10.6	11.6	10.3	15.0
6.8	5.4	6.5	6.8
6.2	6.5	6.1	7.5
6.7	7.6	6.7	9.2

31- اپریل 2008ء میں غذائی گرانی بڑھ کر 25.5 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ ملک میں غذائی ایشیا کی قیمتوں کو بڑھانے میں اہم ملکی غذائی ایشیا کی رسد فراہمی میں مشکلات اور عالمی منڈی میں ان کی قیمتوں کی بلند سطح نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اہم غذائی فصلوں کی پیداوار میں کمی سے بھی ملکی رسد متاثر ہوئی ہے جبکہ ان کی ذخیرہ اندوزی اور اسمگلنگ نے صورتحال کو مزید خراب کر دیا ہے۔ مال برداری اور ایشیائے پیدائش کی لاگت بڑھنے کے بھی قیمتوں پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ غذائی ایشیا کی عالمی قیمتوں میں اضافے کی اہم وجوہات میں پست عالمی پیداوار، بعض ممالک کی جانب سے غذائی ایشیا کی برآمد پر پابندی اور حیاتی ایندھن کے لیے اہم غذائی فصلوں کی طلب میں ہونے والا اضافہ شامل ہیں۔

32- چونکہ قیمتوں میں طویل مدتی ساختی تبدیلیوں¹ کا عالمی گرانی کو بڑھانے میں اہم کردار رہا ہے لہذا گرانی کی توقعات پر اس کے اثرات دیر پا ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اجناس اور غذائی ایشیا کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے نتیجے میں قوت خرید اور منافع میں کمی کا بھی دورانیہ کے اثرات میں اہم حصہ رہا ہے۔ معیشت میں گرانی کے دباؤ کی عکاسی کرنے والے قوزی گرانی کے پیمانے اپریل 2008ء میں تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئے ہیں۔ مزید برآں، اس بات کے خطرات بھی موجود ہیں کہ زری سخت گیری کے بغیر گرانی کا دباؤ اجروں اور قیمتوں کے چکر میں تبدیل ہو سکتا ہے۔

ج خطرہ اور دشواریاں

33- اقتصادی استحکام کے اہم اظہاروں کے نمائندہ رجحانات اور معیشت کے امکانات کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کا معاشی استحکام شدید دباؤ کا شکار ہے اور اس میں بہتری لانے کے لیے فوری پالیسی اقدامات کرنے ہوں گے۔ دباؤ سے معاشی صورتحال کی ضرر پذیر بی بڑھے گی اور مستقبل میں اقتصادی انتظام مزید مشکل ہو جائے گا۔ لہذا حالات سے نمٹنے کے لیے بروقت پالیسی اقدامات کیے جائیں جس کے لیے ذیل میں دیئے گئے اہم خطرات اور دشواریوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

34- اول، درآمدات کی مضبوط طلب اور بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے کے ملکی گرانی پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اگر بیرونی جاری حسابات کے خسارے و جی ڈی پی کا تناسب 7.3 تا 7.8 فیصد (مقررہ ہدف 5 فیصد کے برعکس) اور مالیاتی خسارے اور جی ڈی پی کا تناسب 6.5 تا 7 فیصد (میزانیہ میں مقررہ 4 فیصد ہدف) تک رہے تو اس بات کا امکان ہے کہ مجموعی طلب کا موجودہ دباؤ مستقبل قریب میں ختم ہو جائے گا۔ تاہم صورتحال میں بہتری لانے کے لیے زری اور مالیاتی ہر دو قسم کے سخت اقدامات کرنے ہوں گے۔

¹ امریکا اور یورپی یونین میں حیاتی ایندھن کی پیداوار میں ہونے والا اضافہ گذشتہ سال اہم غذائی فصلوں کے صرف میں ہونے والے اضافے کا نصف حصہ بنتا ہے۔ ابھرتی ہوئی منڈیوں میں فی کس آمدنی کے بڑھنے سے طلب کی نمونہ تیزی آئی ہے۔ توانائی اور کیمیائی کھاد کی بلند لاگت کا بھی تمام زرعی اجناس کی قیمتوں کو بڑھانے میں اہم کردار ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ مذکورہ بالا تمام عوامل مستقبل نوعیت کے ہیں (ماخذ: آئی ایم ایف سروے بیگزین، مارچ 2008)۔

35- دوم، بجلی کے مستقل بحران، بنیادی ڈھانچے کے مسائل اور سیاسی عدم استحکام سے بھی معیشت کا پیداواری عمل متاثر ہوا ہے۔ معاشی ترقی اور پیداواری عمل کو بڑھانے کے لیے طبعی و معاشرتی بنیادی ڈھانچے کو ترقی دینے جیسے اقدامات کی ہنگامی بنیادوں پر ضرورت ہے کیونکہ طویل مدت میں مستحکم نمونہ دار و مداران پر ہوگا۔ توقع ہے کہ مستقبل قریب میں بڑھتی ہوئی مجموعی طلب اور معیشت کی پیداوار کا فرق مزید بڑھے گا اور اگر پیداوار کی نمو میں حائل رکاوٹوں کو دور نہیں کیا گیا تو یہ چیلنج درپیش رہے گا۔

36- سوم، عالمی منڈی میں تیل اور غذا کی قیمتوں میں اضافے کے باعث رسدی جھکوں کے نتیجے میں ملکی گرانی پر دباؤ مزید بڑھے گا۔ چونکہ مستقبل میں بھی عالمی منڈیوں میں قیمتوں کے تاریخ کی بلند ترین سطح پر رہنے کا امکان ہے اس لیے حکومت کی جانب سے بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے اثرات کو جذب کرنے کے اقدامات محدود مالیاتی گنجائش کے باعث جلد غیر موثر ہو جائیں گے۔ ابھی تک مذکورہ صورتحال کے عمومی گرانی پر مکمل اثرات مرتب نہیں ہوئے تاہم مستقبل قریب میں معیشت کو اس کے تجربے سے بھی گزرنا ہوگا۔ غذائی گرانی کے عالمی رجحانات اور ملکی معیشت میں تیزی سے اضافے کو مد نظر رکھتے ہوئے قیمتوں اور اجرتوں کے چکر کی آمدنا گزیر ہو چکی ہے، جس سے گرانی کی صورتحال مزید خراب ہوگی۔ اگرچہ غذائی گرانی کو کم کرنے کے حوالے سے رسدی اقدامات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر ایسے اقدامات کیے جائیں کیونکہ عمومی گرانی پر دو رفتائی کے اثرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

37- چہارم، مندرجہ بالا تمام عوامل گرانی کی توقعات پر اثر انداز ہوئے ہیں اور یقینی طور پر مستقبل میں بھی گرانی پر ان کے اثرات مرتب ہوں گے۔ مالی سال 2008ء میں بڑھتی ہوئی گرانی کے تجربے کے بعد عوام کی توقع ہوگی کہ گرانی کی موجودہ بلند سطح کچھ عرصے تک برقرار رہے گی۔ گرانی کی اس جمودی کیفیت کا آئندہ مالی سال کی عمومی گرانی پر مضبوط اثر پڑے گا۔ تاہم مستقبل کے حوالے سے گرانی کی توقعات تشویشناک ہیں۔ ان توقعات کی بنیاد پالیسی موقف اور رواں مالی سال کی اقتصادی کارکردگی پر رکھی جاتی ہے۔ چونکہ رواں مالی سال کی اقتصادی کارکردگی گذشتہ پانچ برسوں کے مقابلے میں پست ہے، اس لیے زری سخت گیری اختیار کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ توقعات کو قابو سے باہر نکلنے سے روکا جاسکے۔

38- پنجم، یہاں یہ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ معیشت میں جاری طلب کے دباؤ میں حالیہ مہینوں کے دوران آنے والے زرفاضل کے اثرات کو مکمل طور پر شامل نہیں کیا گیا۔ بہ الفاظ دیگر کہا جاسکتا ہے کہ زری مجموعوں میں نمونہ بلند سطح کے نتیجے میں آئندہ مہینوں کے دوران گرانی کی سطح بلند رہے گی۔ اگر خالص بیرونی اثاثوں میں کمی کا رجحان بدل جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں زری بنیاد میں تیزی سے اضافہ ہو سکتا ہے کیونکہ بیرونی سرمائے کی ملک میں آمد کی توقعات موجود ہیں۔ اسی طرح اگر صرف زری بنیاد کے رجحانات کو دیکھیں تو حکومت کی اسٹیٹ بینک سے بھاری مقدار میں قرض گیری کے باعث یہ بھی پرفریب ثابت ہو سکتا ہے۔

39- آخراً، مالی سال 2008ء کے دوران ملکی پیداوار کی سست روی میں بعض فوری نوعیت کے عوامل کا بھی اہم حصہ رہا ہے۔ بالخصوص، اس بات کا امکان ہے کہ آئندہ سال زری پیداوار بڑھ جائے گی کیونکہ زرعی اجناس کی قیمتوں میں اضافے سے کسانوں کو کاشت بڑھانے کی ترغیب ملی ہے۔ مالی سال 2008ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاء سازی بھی ایک بارگی پیش رفت سے متاثر ہوئی ہے اور مالی سال 2009ء میں اس کے اعادے کا امکان نہیں۔ اسی طرح مالی سال 2009ء میں مجموعی طلب رواں سال کے مقابلے زیادہ ہو سکتی ہے تاہم پالیسی اقدامات کے ذریعے اضافی طلب کے دباؤ میں کمی کی جاسکتی ہے۔

40- خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اسٹیٹ بینک نے سخت زری پالیسی اختیار کی ہوئی ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ زری پالیسی کی ترسیل کی اثر پذیری میں اضافے کے لیے حکومت بینکاری نظام اور بالخصوص مرکزی بینک سے قرض گیری میں کمی کر دے۔ اس ضمن میں حکومت کو چاہیے کہ وہ مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری کو محدود کرنے کے عالمی رجحانات پر عمل پیرا ہو اور خسارے کی ماکاری کے لیے دیگر غیر بینکی مالیاتی وسائل تلاش کرے۔

41- بہت سے ممالک پہلے ہی حکومت سے قرض گیری پر پابندی عائد کر چکے ہیں۔ کچھ نے قرض گیری پر معاوضے مقرر کیے ہیں یا پھر مالیاتی ذمہ داری کے قوانین کے تحت حکومت کی جانب سے بڑے قرضے لینے کو محدود کر دیا ہے (دیکھئے جدول 7)۔ مثلاً بھارت، ارجنٹینا، برازیل، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ نے مذکورہ دونوں قوانین کو نافذ کر دیا ہے جس کا مقصد مالیاتی نظم و ضبط برقرار رکھنا ہے۔ پاکستان شاید واحد ملک ہے جس نے مالیاتی ذمہ داری و متحدہ قرضہ ایکٹ کو قرضہ جاتی تسلیک پر کسی بھی قسم کی پابندی کے بغیر اختیار کر لیا ہے۔

جدول 7: مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری کو محدود کرنے کے حوالے سے مختلف ممالک کا سروے			
ملک	سال	سال	سال
ارجنٹینا	1992ء سے	2004ء سے	
برازیل	2000ء سے	2000ء سے	علاوہ ازیں، مالیاتی ذمہ داری کے قوانین
بھارت	2003ء سے	2003ء سے	نافذ ہیں
آسٹریلیا	1979ء سے	1998ء سے	
نیوزی لینڈ	1989ء سے	1994ء سے	
برطانیہ	مرکزی بینک سے قرض لیا جاسکتا ہے	1998ء	معاہدہ ماسٹریخت کے مطابق
یورپ کا خطہ	1998ء سے		
ترکی	2001ء سے		
چلی	1989ء سے		
بلخاریہ	1997ء سے		
کروشیا	1991ء سے		
ایٹوینا	1993ء سے	1993ء سے	مالیاتی ذمہ داری کا کوئی واضح قانون نہیں
ہنگری	2001ء سے	2001ء سے	
جمہوریہ کرغز	1998ء سے		
چین	1995ء سے		
انڈونیشیا	1999ء سے		
لیٹویا	1992ء سے		
لتھوانیا	1994ء سے		
پولینڈ	1997ء سے		
روس	1995ء سے		
اسرائیل	1954ء سے		تختہ اخراجات کے 1.6 فیصد تک، زیادہ سے زیادہ 30 دن کیلئے
کینیڈا	حکومت مرکزی بینک سے قرض		مالی سال کے تخمینہ کردہ محاصل کے 1/3 تک
میکسیکو	سکتی ہے تاہم اس کی کچھ حدود ہیں۔	1985ء سے	طے شدہ اخراجات کے 1.5 فیصد تک، زیادہ سے زیادہ تین ماہ کیلئے
ملائیشیا	مالیاتی ذمہ داری کے قوانین نہیں	1994ء سے	تخمین شدہ وصولیوں کے 12.5 فیصد تک
فلپائن	کوئی پابندی نہیں	1993ء سے	گذشتہ تین سال کی حکومتی آمدنی کے 20 فیصد تک، زیادہ سے زیادہ 6 ماہ کیلئے
پاکستان	کوئی پابندی نہیں	کوئی حد نہیں	2005ء سے مالیاتی ذمہ داری کا قانون نافذ ہے لیکن قرضے کی تسکین کی کوئی حد نہیں

ماخذ: آئی ایم ایف کی مرتب کردہ رپورٹ آن آبرزوٹس آف اسٹینڈرڈ اینڈ کوڈز، سینٹرل بینک انکلیس، فیکل ریپبلکنی اینڈ بچٹ مینجمنٹ بل 2003، بی آئی ایس پیپر نمبر 20 بعنوان 'فیکل ایڈو ایڈ سنٹرل بینکنگ ان ایمرجنگ اکاؤمیٹیز'۔

فہرست اصطلاحات، بلحاظ انگریزی حروف تہجی

borrowings	قرضے، قرض گیری
broad money (M2)	زر وسیع، زر 2
CPI inflation	گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت
Cash Reserve Requirement (CRR)	مطلوبہ نقد محفوظ
core inflation	قوزی گرانی
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
demand liabilities	طلبی واجبات
deposits	امانتیں
financing	مالکاری
fiscal deficit	مالیاتی خسارہ
GDRs	عالمی امانتی وصولیاں
headline inflation	عمومی گرانی
indicator	اظہاریہ
interbank market	بین ال بینک منڈی
lending rate	شرح سود
liquidity	سیالیت
maturity	عرصیت
Net Domestic Assets (NDA)	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets (NFA)	خالص غیر ملکی اثاثے
Non-food Non-energy	غیر غذائی غیر توانائی
Open Market Operations (OMOs)	بازار زر کے سودے
overnight repo rates	شبینہ ریپو ریٹس
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
reserve money	زر بنیاد
second round impact	دو در ثانی کے اثرات
securities	تسکات
subsidy	زر اعانت
time liabilities	میعادی واجبات
weighted average lending rate (WALR)	بہ وزن اوسط شرح سود

فہرست اصطلاحات، بلحاظ اردو حروف تہجی

indicator	اظہاریہ
deposits	امانتیں
Open Market Operations (OMO)	بازار زر کے سودے
weighted average lending rate (WALR)	بہ وزن اوسط شرح سود
interbank market	بین ال بینک منڈی
securities	تمسکات
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
Net Foreign Assets	خالص غیر ملکی اثاثے
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
second round impact	دو مرتبائی کے اثرات
reserve money	زر بنیاد
broad money (M2)	زر وسیع، زر 2
subsidy	زراعات
liquidity	سیالیت
overnight repo rates	شبہیہ ریپو ریٹس
lending rate	قرض پر شرح سود
demand liabilities	طلبی واجبات
GDRs	عالمی امانتی وصولیاں
maturity	عرصیت
headline inflation	عمومی گرانی
Non-food Non-energy	غیر غذائی غیر توانائی
borrowings	قرضے، قرض گیری
core inflation	توزی گرانی
CPI inflation	گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت
financing	مالکاری
fiscal deficit	مالیاتی خسارہ
Cash Reserve Requirement (CRR)	مطلوبہ نقد محفوظ
time liabilities	میعادی واجبات